ساحلِ وہ ریت راز اُندھارے در ہوشیاری پکارا، مضروبات رہا تُم مضافاتی وسائل میں بھی بقیہ

سمندر کنارے آباد کراچی جب ریت ہوئی ہوا کی ہوشیاری

□ ہمدمانہ ہاشمی / ایڈیٹر ماحولیات

ہفتہ 18 جون کو ڈھلتی شام کے وقت ساحلِ سمندر پر بیٹھے ہزاروں شہری ایک ہی سوال دہرا رہے تھے: ریت اتنی تیز کیوں چل رہی ہے؟ کراچی کے ساحل پر واقع ایک نجی ریزورٹ کے باہر لگے عارضی خیموں میں بیٹھے 58 سالہ ماہی گیر عبدالستار بلوچ کہتے ہیں کہ پچھلے دس برس میں ایسی آندھی نہیں دیکھی جس میں ریت آنکھوں میں چبھے اور کشتی کا لنگر اکھڑ جائے۔ ان کے مطابق ہوا کی رفتار 40 کلومیٹر فی گھنٹہ سے زیادہ ریکارڈ کی گئی اور ساحلی شاہراہ پر کئی جگہوں پر ریت کی تہہ ڈیڑھ فٹ تک جم گئی۔

ماحولیاتی تبدیلی کے ماہر ڈاکٹر نوید اختر سومرو کے مطابق یہ واقعہ اکیلا نہیں بلکہ ایک وسیع تر موسمی تبدیلی کا حصہ ہے جو بحیرۂ عرب کے گرم ہونے سے جڑا ہوا ہے۔ ان کے بقول سمندر کی سطح گرم ہو کر ہوا کے دباؤ کو بدل دیتی ہے اور یہی تبدیلی ریت کو ساحل سے اٹھا کر شہر کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر درختوں اور سبزے کی پٹی نہ لگائی گئی تو یہ عمل ہر سال بڑھتا جائے گا۔

ریزورٹ کے منیجر فیصل رحمان نے بتایا کہ آندھی کے دوران سیاحت عارضی طور پر معطل کرنا پڑی اور ساٹھ کمروں میں ریت داخل ہونے سے صفائی پر ایک لاکھ روپے سے زائد خرچ ہوا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ ادارہ مقامی ماہی گیروں کو ہفتے میں دو بار صفائی کے لیے بلاتا ہے اور ان کے بچوں کو وہاں کام بھی دیا جاتا ہے۔ ان کے مطابق مقامی نوجوان اب ریت روکنے کے لیے عارضی باڑ لگانے کے کام میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

ماہی گیر برادری کے نوجوان ساحلی کارکن ثمینہ ناز نے کہا کہ خواتین سب سے زیادہ متاثر ہوئی ہیں کیونکہ وہ جال سکھانے اور بچوں کو ریت سے دور رکھنے کے لیے گھر سے باہر کم نکلتی ہیں۔ ان کے بقول اگر حکومت ساحل پر درخت لگائے تو یہ مسئلہ کافی حد تک کم ہو سکتا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ ماہی گیر خواتین کے لیے الگ بیٹھک اور سایہ دار جگہ بنائی جائے تاکہ وہ آندھی کے وقت محفوظ رہ سکیں۔

محکمۂ موسمیات کے ترجمان نے بتایا کہ ساحل پر ریت کی نقل و حرکت کی پیشگی اطلاع دینے کے لیے ایک الگ انتباہی نظام زیرِ غور ہے جو ریزورٹ کے باہر لگے بورڈ پر روشنی کے ذریعے ریت کی رفتار دکھائے گا۔ ان کے مطابق یہ نظام اگست کے آخر تک آزمائشی طور پر چلایا جائے گا اور اگر کامیاب رہا تو دیگر ساحلی علاقوں میں بھی نصب کیا جائے گا۔ ادارہ مقامی زبان میں پیغامات نشر کرے گا تاکہ ماہی گیر بروقت آگاہ ہو سکیں۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ریت کو روکنے کا سب سے سستا طریقہ درخت اور سرکنڈے کی باڑ ہے جو ہوا کی رفتار کو زمین کے قریب توڑ دیتی ہے۔ ڈاکٹر نوید اختر سومرو کے مطابق اگر ساحل پر ایک کلومیٹر لمبی پٹی لگائی جائے تو ریت کا بڑا حصہ وہیں رک جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کام مقامی برادری کو روزگار دے سکتا ہے اور پودوں کی دیکھ بھال کے لیے چھوٹے ٹھیکے دیے جا سکتے ہیں۔

ساحلی شاہراہ پر سفر کرنے والے ڈرائیوروں نے بھی شکایت کی کہ ریت کی وجہ سے گاڑیاں پھسلنے لگتی ہیں اور رات کے وقت حادثے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ٹریفک پولیس نے عارضی طور پر رفتار کی حد 40 کلومیٹر فی گھنٹہ کر دی ہے اور ریت ہٹانے کے لیے دو مشینیں بھیجی ہیں۔ تاہم شہریوں کا کہنا ہے کہ یہ اقدام وقتی ہے اور اصل مسئلہ جوں کا توں رہے گا۔

ماہی گیر عبدالستار بلوچ نے کہا کہ اگر حکومت ساحل پر درخت لگائے تو یہ نسلوں کا کام ہوگا اور ہم اپنے بچوں کو یہ زمین واپس دے سکیں گے۔ ان کے بقول ریت کا ہر ذرہ ان کی روزی کا ایک حصہ اڑا لے جاتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی آواز سنی جائے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ ماہی گیر خواتین کے لیے الگ بیٹھک اور سایہ دار جگہ بنائی جائے تاکہ وہ آندھی کے وقت محفوظ رہ سکیں۔

ماحولیاتی تبدیلی کے ماہر ڈاکٹر نوید اختر سومرو کے مطابق یہ واقعہ اکیلا نہیں بلکہ ایک وسیع تر موسمی تبدیلی کا حصہ ہے جو بحیرۂ عرب کے گرم ہونے سے جڑا ہوا ہے۔ ان کے بقول سمندر کی سطح گرم ہو کر ہوا کے دباؤ کو بدل دیتی ہے اور یہی تبدیلی ریت کو ساحل سے اٹھا کر شہر کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر درختوں اور سبزے کی پٹی نہ لگائی گئی تو یہ عمل ہر سال بڑھتا جائے گا۔

ریزورٹ کے منیجر فیصل رحمان نے بتایا کہ آندھی کے دوران سیاحت عارضی طور پر معطل کرنا پڑی اور ساٹھ کمروں میں ریت داخل ہونے سے صفائی پر ایک لاکھ روپے سے زائد خرچ ہوا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ ادارہ مقامی ماہی گیروں کو ہفتے میں دو بار صفائی کے لیے بلاتا ہے اور ان کے بچوں کو وہاں کام بھی دیا جاتا ہے۔ ان کے مطابق مقامی نوجوان اب ریت روکنے کے لیے عارضی باڑ لگانے کے کام میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

ماہی گیر برادری کے نوجوان ساحلی کارکن ثمینہ ناز نے کہا کہ خواتین سب سے زیادہ متاثر ہوئی ہیں کیونکہ وہ جال سکھانے اور بچوں کو ریت سے دور رکھنے کے لیے گھر سے باہر کم نکلتی ہیں۔ ان کے بقول اگر حکومت ساحل پر درخت لگائے تو یہ مسئلہ کافی حد تک کم ہو سکتا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ ماہی گیر خواتین کے لیے الگ بیٹھک اور سایہ دار جگہ بنائی جائے تاکہ وہ آندھی کے وقت محفوظ رہ سکیں۔

محکمۂ موسمیات کے ترجمان نے بتایا کہ ساحل پر ریت کی نقل و حرکت کی پیشگی اطلاع دینے کے لیے ایک الگ انتباہی نظام زیرِ غور ہے جو ریزورٹ کے باہر لگے بورڈ پر روشنی کے ذریعے ریت کی رفتار دکھائے گا۔ ان کے مطابق یہ نظام اگست کے آخر تک آزمائشی طور پر چلایا جائے گا اور اگر کامیاب رہا تو دیگر ساحلی علاقوں میں بھی نصب کیا جائے گا۔ ادارہ مقامی زبان میں پیغامات نشر کرے گا تاکہ ماہی گیر بروقت آگاہ ہو سکیں۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ریت کو روکنے کا سب سے سستا طریقہ درخت اور سرکنڈے کی باڑ ہے جو ہوا کی رفتار کو زمین کے قریب توڑ دیتی ہے۔ ڈاکٹر نوید اختر سومرو کے مطابق اگر ساحل پر ایک کلومیٹر لمبی پٹی لگائی جائے تو ریت کا بڑا حصہ وہیں رک جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کام مقامی برادری کو روزگار دے سکتا ہے اور پودوں کی دیکھ بھال کے لیے چھوٹے ٹھیکے دیے جا سکتے ہیں۔

ساحلی شاہراہ پر سفر کرنے والے ڈرائیوروں نے بھی شکایت کی کہ ریت کی وجہ سے گاڑیاں پھسلنے لگتی ہیں اور رات کے وقت حادثے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ٹریفک پولیس نے عارضی طور پر رفتار کی حد 40 کلومیٹر فی گھنٹہ کر دی ہے اور ریت ہٹانے کے لیے دو مشینیں بھیجی ہیں۔ تاہم شہریوں کا کہنا ہے کہ یہ اقدام وقتی ہے اور اصل مسئلہ جوں کا توں رہے گا۔

ماہی گیر عبدالستار بلوچ نے کہا کہ اگر حکومت ساحل پر درخت لگائے تو یہ نسلوں کا کام ہوگا اور ہم اپنے بچوں کو یہ زمین واپس دے سکیں گے۔ ان کے بقول ریت کا ہر ذرہ ان کی روزی کا ایک حصہ اڑا لے جاتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی آواز سنی جائے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ ماہی گیر خواتین کے لیے الگ بیٹھک اور سایہ دار جگہ بنائی جائے تاکہ وہ آندھی کے وقت محفوظ رہ سکیں۔

ماحولیاتی تبدیلی کے ماہر ڈاکٹر نوید اختر سومرو کے مطابق یہ واقعہ اکیلا نہیں بلکہ ایک وسیع تر موسمی تبدیلی کا حصہ ہے جو بحیرۂ عرب کے گرم ہونے سے جڑا ہوا ہے۔ ان کے بقول سمندر کی سطح گرم ہو کر ہوا کے دباؤ کو بدل دیتی ہے اور یہی تبدیلی ریت کو ساحل سے اٹھا کر شہر کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر درختوں اور سبزے کی پٹی نہ لگائی گئی تو یہ عمل ہر سال بڑھتا جائے گا۔

ریزورٹ کے منیجر فیصل رحمان نے بتایا کہ آندھی کے دوران سیاحت عارضی طور پر معطل کرنا پڑی اور ساٹھ کمروں میں ریت داخل ہونے سے صفائی پر ایک لاکھ روپے سے زائد خرچ ہوا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ ادارہ مقامی ماہی گیروں کو ہفتے میں دو بار صفائی کے لیے بلاتا ہے اور ان کے بچوں کو وہاں کام بھی دیا جاتا ہے۔ ان کے مطابق مقامی نوجوان اب ریت روکنے کے لیے عارضی باڑ لگانے کے کام میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

ماہی گیر برادری کے نوجوان ساحلی کارکن ثمینہ ناز نے کہا کہ خواتین سب سے زیادہ متاثر ہوئی ہیں کیونکہ وہ جال سکھانے اور بچوں کو ریت سے دور رکھنے کے لیے گھر سے باہر کم نکلتی ہیں۔ ان کے بقول اگر حکومت ساحل پر درخت لگائے تو یہ مسئلہ کافی حد تک کم ہو سکتا ہ